باب 7

پاکستان کی قومی آمدنی
(NATIONAL INCOME OF PAKISTAN)

قائداعظم محمد علی جناحؒ کی ولولہ انگیز قیادت میں 1947 میں پاکستان معرض وجود میں آیا۔ پاکستان اللہ تعالیٰ کا ایک بے مثال عطیہ ہے۔ اس وطن عزیز کے حصول کے لئے مسلمانان ہند نے بے شمار قربانیاں دیں۔ اپنے گھر بار چھوڑے، جانوں کی قربانیاں دیں اور دنیا کی تاریخ کی ایک بہت بڑی ہجرت ہوئی۔ خداوند قدوس نے ان قربانیوں کا ثمر ایک خوب صورت ملک کی صورت میں دیا۔ جس میں ہر طرح کے موسم ہیں۔ ہر نوع کی معدنیات کے خزانے ہیں۔ دریا، پہاڑ، نہریں، چشمے، آبشاریں، میدان، کوہستان، سطح مرتفع، زرخیز وادیاں، اور برف پوش چوٹیاں اور سب سے بڑھ کر جفاکش نوجوان، باشعور اور عقلمند بزرگ اور روشن مستقبل کی اُمید یعنی ہمارے بچے، انہیں کا نام پاکستان ہے۔

پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے پہلے انگریز متحدہ ہندوستان پر قابض تھے جو یہاں کے خام مال کو انگلینڈ لے جاتے تھے اور وہاں سے تیار مال کی صورت میں مہنگے داموں واپس ہندوستان میں بھیجتے تھے۔ اس عرصہ کے دوران ہندوستان صنعتی لحاظ سے پسماندہ رہا۔ لیکن مسلمان علاقوں میں یہ پسماندگی انتہا درجہ پر تھی جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ متحدہ ہندوستان کے کل 921 صنعتی یونٹوں میں سے صرف 34 پاکستان کے حصے میں آئے۔ مسلمان زیادہ تر بطور مزدور خدمات انجام دیتے تھے۔ قیامِ پاکستان کے بعد پاکستان ایک زرعی ملک کے طور پر سامنے آیا۔ لیکن زرعی شعبہ کی پسماندگی کی وجہ سے ہمیں غذائی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے درآمدات کا سہارا لینا پڑا۔ زراعت کے علاوہ، صنعت وحرفت، نقل وحمل، مواصلات، بینکاری اور خدمات کے شعبے میں بھی ہم پسماندگی کا شکار رہے۔ پاکستان میں سیاسی عدم استحکام معاشی ترقی کی راہ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ثابت ہوا۔ مسلسل بدلتی ہوئی حکومتوں میں معاشی پالیسیاں بھی مسلسل تبدیلی کے عمل سے گذرتی رہیں۔ ہر آنے والی حکومت گذشتہ حکومتوں کی طرف سے کی گئی کوششوں پر پانی پھیرنے اور اپنی مرضی کی پالیسیاں ٹھونسنے کے درپے رہی۔ جس کی وجہ سے نہ تو ہمارا ملک بہت زیادہ ترقی کر سکا اور نہ ہی ہماری خام قومی پیداوار اور فی کس قومی آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ ہوسکا۔

7.1 پاکستان کی خام قومی پیداوار (GNP)

مقداری لحاظ سے بظاہر پاکستان کی قومی آمدنی اور فی کس آمدنی میں اضافہ ہوا ہے۔ زرعی پیداوار بڑھی ہے۔ صنعتی لحاظ سے ہم نے ماضی کے مقابلہ میں کافی ترقی کی ہے اور صنعتی شعبہ کا پاکستان کی خام قومی پیداوار میں حصہ بہت حد تک بڑھا ہے۔ مواصلات اور ذرائع نقل وحمل (Transportation) کے شعبہ میں بھی بہت زیادہ ترقی نظر آتی ہے۔ تعلیمی اداروں میں داخلہ لینے والے طلبہ وطالبات کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ دفاعی لحاظ سے پاکستان ایٹم بم بنانے اور میزائل ٹیکنالوجی میں بہت آگے نکل گیا ہے۔ کمپیوٹر اور سافٹ ویئر میں ہم نے بہت ترقی کی ہے۔ موبائل فون، انٹرنیٹ اور دیگر ذرائع رسل ورسائل کے استعمال میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے۔

قیامِ پاکستان کے بعد سے آج تک پاکستان میں قومی آمدنی میں اضافہ کی شرح کچھ یوں ہے کہ پچاس کے عشرے (60-1950) کے دوران شرح نمو 3.5 فی صد رہی، ساٹھ کے عشرے (1960-1970) کے دوران 7 فی صد، ستر کے عشرے

(80-1970) کے دوران 5 فی صد، نوے کے عشرے (2000-1990) میں 4 فی صد اور 06-2000 کے پہلے پانچ برسوں میں یہ شرح اوسطاً 5 فی صد سالانہ رہی۔ اس لحاظ سے ساٹھ کے عشرہ (70-1960) کے دوران پاکستان میں شرح نمو سب سے زیادہ رہی، جبکہ نوے کے عشرے (2000-1990) کے دوران کم ہو کر 4 فی صد کی سطح پر آ گئی

ذیل میں مختلف سالوں میں پاکستان کی خام قومی پیداوار کا گوشوارہ دیا گیا ہے۔

گوشوارہ نمبر 1

پاکستان کی خام قومی پیداوار (GNP at fc)

سال	خام قومی پیداوار (GNP)
2004-05ء	4681.99 بلین روپے
2005-06ء	4944.82 بلین روپے
2006-07ء	5275.33 بلین روپے
2007-08ء	8701.36 بلین روپے
2008-09ء	8781.57 بلین روپے
2009-10ء	9111.89 بلین روپے
2011-12	9856.81 بلین روپے
2012-13ء	10319.34
2013-14	110685.77 بلین روپے
2014-15	11195.70 بلین روپے

07-2006 کے بعد کے یہ اعداد و شمار 06-2005 کی مستقل قیمتوں پر ہیں۔

یہ اعداد و شمار 06-2005 کی مستقل قیمتوں پر ہیں۔

پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے اور پاکستان کی بیشتر آبادی کا انحصار اس شعبہ پر ہے اور پاکستان کی لیبر فورس کا ایک بہت بڑا حصہ اسی شعبہ سے وابستہ ہے۔ زرعی شعبہ زرعی فصلوں، ماہی گیری، پرورش حیوانات، جنگلات اور معدنیات وغیرہ پر مشتمل ہے۔ یہ شعبہ جو کہ 70-1969 میں خام قومی پیداوار میں 40% حصہ ڈالتا تھا اب صرف 20.9% حصہ ڈالتا ہے۔ یوں زراعت کے شعبہ کا حصہ ماضی کے مقابلہ میں بہت کم ہو گیا ہے۔ اس کے مقابلہ میں صنعتی شعبہ میں پاکستان نے خاص ترقی کی ہے۔ صدر ایوب خان کے دور میں صنعت کا حصہ 16% تک پہنچ چکا تھا جو کہ 15-2014 میں بڑھ کر 20.30% ہو گیا ہے۔ 60 کے عشرہ میں جس تیزی سے ترقی ہوئی وہ رفتار بعد کے ادوار میں برقرار نہ رہ سکی۔

ذیل کے گوشوارہ میں مختلف سالوں میں خام قومی پیداوار میں مختلف شعبوں کا حصہ دکھایا گیا ہے۔

گوشوارہ نمبر 2

خام قومی پیداوار (GNP) میں مختلف شعبوں کا حصہ (فی صد تناسب)

شعبہ جات	2010-11	2011-12	2012-13	2013-14	2014-15
زراعت	21.7	21.6	21.4	21.2	20.9
صنعت	24.7	21.0	39	25.4	20.4
کان کنی	3.0	3.0	3.0	2.9	2.9
تعمیرات	2.4	2.4	2.3	2.4	2.4
بجلی و گیس	.2.4	2.4	1.7	1.7	1.7
نقل و حمل	13.1	13.2	13.3	13.4	13.4
بنکاری و بیمہ کاری	3.0	2.9	3.1	3.1	3.1
سرکاری انتظامیہ و دفاع اور خدمات	6.2	6.7	7.2	7.1	7.4
تجارت	18.8	8.4	18.4	18.4	18.3
دیگر خدمات	19.1	9.4	9.5	9.7	9.9

7.2 پاکستان میں قومی آمدنی کی پیمائش میں درپیش مشکلات

(Difficulties in Measurement of National Income in Pakistan)

پاکستان میں قومی آمدنی کی پیمائش کے لئے بنیادی معلومات وفاقی ادارہ شماریات (Federal Bureau of Statistics) اکٹھا کرتا ہے اور حکومت پاکستان اقوام متحدہ کے نیشنل اکاؤنٹس کے نظام کے تحت خام قومی پیداوار (GNP) کی پیمائش کرتی ہے اور یہ اعداد و شمار ہر سال قومی بجٹ کے اعلان سے ایک روز پہلے معاشی جائزہ (Economic Survey) کی صورت میں شائع کئے جاتے ہیں۔ وزیر خزانہ اس موقع پر پریس کانفرنس کر کے گذشتہ سال کی معیشت کی مجموعی کارکردگی، مختلف شعبوں کا معیشت میں حصہ اور ان کی کارکردگی و قومی آمدنی اور ان کے شرح نمو وغیرہ کی تفصیل بتاتے ہیں۔

پاکستان میں زراعت، صنعت، کان کنی، بجلی، گیس، تھوک و پرچون کاروبار وغیرہ کے شعبوں میں قومی آمدنی کا اندازہ پیداوار کے طریقے (Product Method) سے لگاتے ہیں جبکہ نقل و حمل، رسل و رسائل، بنکاری و بیمہ کاری، سرکاری انتظامیہ، دفاع اور خدمات کے شعبہ میں قومی آمدنی کی پیمائش کے لیے آمدنی کا طریقہ (Income Method) استعمال کیا جاتا ہے جبکہ تعمیرات کے شعبہ میں خرچ کا طریقہ (Expenditure Method) استعمال کیا جاتا ہے۔

پاکستان میں قومی آمدنی کے اعداد و شمار دو طرح سے پیش کئے جاتے ہیں۔

(الف) رواں قیمتوں کے لحاظ سے (National Income at Current Prices)

اس طریقہ کے مطابق رواں سال (Current Year) کی قیمتوں پر تمام اشیا و خدمات کی مجموعی مالیت کی پیمائش کی جاتی ہے۔

(ب) ساکن قیمتوں کے لحاظ سے (National Income at Constant Prices)

اس لحاظ سے کسی ایک سال کو بنیادی سال (Basic year) کے طور پر اختیار کیا جاتا ہے اور اس بنیادی سال کی قیمتوں پر قومی آمدنی کی پیمائش کر لی جاتی ہے۔ پاکستان میں پہلے 50-1949 پھر 60-1959، اور اس کے بعد 81-1980 کی قیمتوں کو بنیادی سال کی قیمتوں کے لئے اختیار کیا گیا۔ حالیہ برسوں میں قومی آمدنی کی پیمائش 2000-1999 کی قیمتوں کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔ اکنامک سروے میں جہاں قومی آمدنی کے اعداد و شمار دیئے جاتے ہیں وہاں انہی بنیادوں پر قومی آمدنی کی پیمائش کر کے گوشوارے تشکیل دیئے جاتے ہیں۔

پاکستان میں قومی آمدنی کی پیمائش میں کئی طرح کی مشکلات پیش آتی ہیں اور حاصل ہونے والے اعداد و شمار کے بارے میں شکوک و شبہات کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اس کی درج ذیل وجوہات ہیں۔

1۔ تربیت یافتہ عملہ کی کمی (Lack of Trained Staff)

پاکستان میں اعداد و شمار کی فراہمی کے لئے ایسے تربیت یافتہ افراد کی ضرورت ہے جو کہ پوری ذمہ داری کے ساتھ پاکستانی معیشت کی صحیح تصویر اعداد و شمار کی روشنی میں پیش کر سکیں لیکن نہ تو ہمارے ہاں ایسے قابل اعتماد ادارے موجود ہیں جو کہ یہ کام سرانجام دے سکیں اور نہ ہی سرکاری شعبہ میں اتنی افرادی قوت فراہم کی جاتی ہے جو کہ پاکستان کے وسیع و عریض علاقوں میں جا کر معلومات اکٹھا کر سکیں۔ اسی طرح شماریاتی مواد اکٹھا کرنے اور ترتیب دینے کے لئے تربیتی اداروں کی ضرورت ہے۔ یوں تربیت یافتہ عملہ کی کمی قومی آمدنی کی پیمائش میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

2۔ غیر ذمہ دار عملہ (Irresponsible Staff)

پاکستان میں حب الوطنی کے فقدان، کم تنخواہوں اور دیگر وجوہات کی بنا پر اعداد و شمار جمع کرنے والا عملہ اپنی ذمہ داریوں کو پوری دیانت داری سے ادا نہیں کرتا۔ زرعی اعداد و شمار کی فراہمی کے ضمن میں زیادہ تر انحصار محکمہ مال پر کرنا پڑتا ہے۔ صنعتی شعبہ اور دیگر شعبوں میں معلومات فراہم کرنے والا عملہ زیادہ تر دفتر کے اندر کام کرنے کا قائل ہے اور فیلڈ میں جا کر معلومات اکٹھی کرنا اپنے شایان شان نہیں سمجھتا۔ جس کی وجہ سے قومی آمدنی اور معیشت کی مجموعی تصویر واضح طور پر دیکھنا مشکل ہے۔

3۔ عوام کا عدم تعاون (Non-Cooperation of People)

تعلیم کی کمی، محکمہ انکم ٹیکس کا خوف اور دیگر بہت سی وجوہات کی بنا پر عموماً عوام اعداد و شمار اکٹھا کرنے والے کارکنان سے تعاون نہیں کرتے۔ بعض اوقات لوگ اپنی صحیح معلومات کو چھپانے کے لئے عملہ کو رشوت بھی دیتے ہیں۔ یوں زرعی و صنعتی شعبہ کے کاروبار اور دیگر شعبوں میں حقیقی اعداد و شمار کی بجائے غیر حقیقی اعداد و شمار اکٹھے ہوتے ہیں اور قومی آمدنی کی صحیح تصویر سامنے نہیں آتی۔

4۔ بلامعاوضہ خدمات (Unpaid Services)

عام لوگوں کی خدمات جن کا وہ معاوضہ نہیں لیتے قومی آمدنی میں شمار نہیں ہو پاتیں مثلاً گھریلو خواتین کا گھر میں کھانا بنانا، کپڑے دھونا، گھر کی صفائی کرنا، بچوں کی دیکھ بھال کرنا وغیرہ، اساتذہ کا اپنے بچوں یا دوسرے کے بچوں کو مفت پڑھانا۔ اپنے گھر کے لان میں پھل دار،

پھول دار پودے اور سبزیاں اگانا ایسے ہی کام ہیں لیکن یہ پیداواری کام کسی گنتی میں نہیں آتے اور یوں قومی آمدنی میں شمار ہونے سے رہ جاتے ہیں۔ یوں قومی آمدنی کا صحیح اندازہ لگانا مشکل ہو جاتا ہے۔

5۔ گھریلو صنعت کے اعداد و شمار کا نہ ہونا (Lack of Data on Cottage Industry)

قومی آمدنی کی پیمائش کرتے ہوئے عام طور پر بڑے بڑے کارخانوں اور صنعتوں کی پیداوار کو شمار کر لیا جاتا ہے جبکہ بہت سی ایسی چھوٹی صنعتیں جو کہ گھروں میں قائم ہوتی ہیں اور باہر سے آنے والے لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہوتی ہیں۔ ان کے بارے میں معلومات کا حصول بھی دشوار ہوتا ہے اور یوں قومی آمدنی میں شمار نہیں ہو پاتیں۔

6۔ ناخواندگی (Illiteracy)

عوام میں ناخواندگی کا تناسب بہت زیادہ ہے اس لئے اشیا کی مقدار و قیمت اور اس کے بارے میں ریکارڈ رکھنا مشکل ہوتا ہے۔ یوں ناخواندگی بھی قومی آمدنی کی پیمائش میں ایک رکاوٹ ثابت ہوتی ہے۔

7۔ سمگلنگ (Smuggling)

پاکستان ایک وسیع و عریض ملک ہے۔ اس کی سرحدیں کئی ملکوں کے ساتھ ملتی ہیں۔ جس میں وسیع و عریض ریگستانی اور پہاڑی علاقے ہیں۔ اس طرح سرحدوں کے ساتھ قبائلی علاقے بھی ہیں۔ ان علاقوں سے کروڑوں روپے کا سامان دوسرے ملکوں میں سمگل ہوتا ہے یا سمگل ہو کر آتا ہے۔ اس سامان پر نہ تو کوئی امپورٹ ڈیوٹی دی جاتی ہے اور نہ ہی کسی جگہ ان کا اندراج ہوتا ہے۔ یوں انڈر گراؤنڈ تقریباً 20% کاروبار کسی شمار میں نہیں آتا۔

8۔ حساب کتاب نہ رکھنا (Lack of Book Keeping)

پاکستان میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد حساب کتاب رکھنے کی اہمیت سے واقف نہیں ہے۔ زیادہ آمدنی والے لوگ اس لئے حساب کتاب نہیں رکھتے کہ انہیں اس کی فکر نہیں اور غریبوں کی آمدنی اتنی کم ہوتی ہے کہ وہ اُسے کسی اہمیت کا حامل نہیں سمجھتے۔ اس طرح زمیندار اور جاگیردار بھی حساب کتاب رکھنے کی اہمیت معلوم نہ ہونے یا ٹیکسوں سے بچنے کے لئے اعداد و شمار رکھنے سے گھبراتے ہیں۔

9۔ فرسودگی کے اخراجات (Depreciation Expenditures)

قومی آمدنی کی پیمائش کرنے والے ماہرین شکست وریخت یا فرسودگی کے اخراجات کو قومی آمدنی سے منہا نہیں کرتے۔ اس لئے خالص قومی پیداوار (NNP) صحیح صورت میں واضح نہیں ہو پاتی۔

10۔ غیر زری پیداوار (Non- Monetary Production)

ہمارے ملک میں بہت سی ایسی اشیا پیدا کی جاتی ہیں جو کہ پیدا کنندگان اپنے ذاتی استعمال کے لئے رکھ لیتے ہیں۔ جیسے دیہات میں کاشتکار اپنی ضرورت کا سال بھر کا غلہ ذخیرہ کر لیتے ہیں۔ اسی طرح دیگر پیدا کار بھی اپنی ضرورت کی اشیا رکھنے کے بعد بقیہ مقدار کو فروخت کرتے ہیں۔ یوں بہت سی اشیا قومی آمدنی میں شمار ہونے سے رہ جاتی ہیں۔

7.3 پاکستان میں فی کس آمدنی (Per Capita Income in Pakistan)

اگر کسی ملک کی کل آمدنی کو کل آبادی سے تقسیم کر دیا جائے تو فی کس آمدنی معلوم ہو جاتی ہے۔

$$\text{فی کس قومی آمدنی} = \frac{\text{کل قومی آمدنی}}{\text{کل آبادی}}$$

فی کس آمدنی سے کسی ملک کے عوام کے معیارِ زندگی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ زیادہ فی کس آمدنی والے ممالک کے عوام کم فی کس آمدنی والے ممالک کی نسبت زیادہ خوشحال ہوتے ہیں، بہتر اور زیادہ مقدار میں ضروریاتِ زندگی حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح فی کس آمدنی سے کسی ملک کے معاشی اُتار چڑھاؤ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اگر فی کس آمدنی بڑھ رہی ہو تو اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ملک معاشی طور پر ترقی کی طرف گامزن ہے بصورتِ دیگر ملک ترقی نہیں کر رہا۔ تاہم فی کس آمدنی کسی ملک میں تقسیم دولت کی صحیح صورتِ حال کی عکاسی نہیں کرتی۔

پاکستان میں فی کس آمدنی

فی کس آمدنی کے لحاظ سے مختلف ممالک کو تین درجات میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(الف) زیادہ آمدنی والے ممالک

(ب) درمیانی آمدنی والے ممالک

(ج) کم آمدنی والے ممالک

دُنیا کے مختلف ممالک کی فی کس آمدنی آئی ایم ایف (IMF) کے معیار کے مطابق درج ذیل ہے۔

ملک کی سطح	نام ملک	فی کس آمدنی (ڈالرز میں)
1۔ زیادہ فی کس آمدنی والے ممالک	1۔ سوئٹزرلینڈ	83,073
	2۔ امریکہ	48,328
	3۔ جاپان	45,870
	4۔ سنگاپور	49,271
	5۔ برطانیہ	38,811
2۔ درمیانی فی کس آمدنی والے ممالک	1۔ کوریا	22,224
	2۔ سعودی عرب	21,196
	3۔ ملائشیا	10,085
	4۔ ترکی	10,363
	5۔ روس	12,993
	6۔ ایران	6,420
	7۔ چین	5,417
	8۔ مصر	2,932

3- کم فی کس آمدنی والے ممالک	1۔سری لنکا	2,880
	2۔انڈونیشیا	3,512
	3۔ بھارت	1,514
	4۔ پاکستان	1,512☆
	5۔بنگلہ دیش	767
	6۔ایتھوپیا	365

☆ World Economic Outlook Database/List of Countries by per capita Income. Retrieved on 20 Dec, 2012.

☆ Economic Survey of Pakistan 2014-15

پاکستان میں کم فی کس آمدنی کی وجوہات
(Causes of Low Per Capita Income in Pakistan)

1۔ قدرتی وسائل کی قلت (Scarcity of Natural Resources)

پاکستان میں قدرتی وسائل کی کمی ہے۔ تیل اور لوہا معاشی ترقی کی بنیادی ضرورت ہے پاکستان ہر سال کروڑوں روپے کا زرِمبادلہ ان کی درآمد پر خرچ کرتا ہے۔ پاکستان میں دریافت ہونے والا لوہا معیاری نہیں ہے۔ تیل اور لوہا دریافت کرنے کے لئے حکومتی کوششیں بھی ناکافی ہیں۔ اس کے علاوہ کسی ملک کی زرعی اراضی کا ایک چوتھائی حصہ یعنی 25% جنگلات پر مشتمل ہونا چاہیے جبکہ پاکستان میں جنگلات کا رقبہ بہت کم ہے۔

2۔ زراعت پر انحصار (Dependance on Agriculture)

دوسرے ترقی پذیر ممالک کی طرح پاکستان کی معیشت کا انحصار زراعت پر ہے لیکن بدقسمتی سے ابھی تک ہم زرعی ملک ہونے کے باوجود غذائی قلت پر قابو پا کر خود کفالت حاصل نہیں کر سکے۔

کاشتکاری کے دقیانوسی طریقوں کا استعمال، زرعی اراضی کی غلط تقسیم، کچھ کسانوں کی زمین اتنی کم ہے کہ وہ اپنی ضروریات بھی پوری نہیں کر پاتے جبکہ بیشتر زمین پر اس قسم کے لوگوں کا قبضہ ہے جو براہ راست زرعی پیداوار بڑھانے میں دلچسپی نہیں لیتے، زرعی اراضی کا بیشتر حصہ سیم وتھور کی وجہ سے ناقابل کاشت ہے، کسان قناعت پسندی کی وجہ سے فی ایکڑ پیداوار بڑھانے کے لئے کوشش نہیں کرتے، جاہل اوران پڑھ ہونے کی وجہ سے کاشتکاری کے جدید طریقے اپنانے سے کتراتے ہیں، مالی طور پر خوش حال نہیں کہ زرعی مداخل مثلاً بیج، کھاد، کیڑے مار ادویات کی جدید اقسام استعمال کر سکیں۔

3۔ سرمائے کی کمی (Shortage of Capital)

پاکستان میں بچتوں کی شرح کم ہے جس کی وجہ سے سرمایہ کاری کم ہوتی ہے اور سرمایہ کاری کم ہونے کی وجہ سے پیداوار اور آمدنی دونوں کم ہوتی ہیں اور نتیجتاً فی کس آمدنی کم ہے۔

4۔ صنعتی پسماندگی (Industrial Backwardness)

پاکستان صنعتی لحاظ سے ترقی یافتہ ممالک کی نسبت بہت پیچھے ہے ابھی تک بہت سی بنیادی اشیائے صارفین بھی دوسرے ملکوں سے

درآمد کی جاتی ہیں۔ صنعتی پسماندگی کی وجوہات میں جدید ٹیکنالوجی سے استفادہ نہ کرنا، تخصیصِ کار کی کمی، تربیت یافتہ محنت کاروں کی کمی، مکمل مقابلہ نہ ہونا جس سے کارخانہ داروں میں ترقی کرنے کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا، آئے دن مزدوروں اور کارخانہ داروں کے درمیان جھگڑوں کی وجہ سے ہڑتالیں، توڑ پھوڑ اور آگ لگانے کے واقعات سے سرمایہ کاری کا جذبہ سرد پڑ جاتا ہے۔ ملک کے اندر دوسرے ممالک کے تیار شدہ مال کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ درآمدی اشیا کو اپنی ملکی اشیا پر ترجیح دی جاتی ہے جس سے صنعت کی ترقی کے مواقع کم ہو جاتے ہیں۔

5۔ افراطِ آبادی (Over Population)

پاکستان میں آبادی کی افزائش کی شرح 1.92 فی صد سالانہ ہے جو کہ بہت زیادہ ہے۔ پاکستان کی آبادی 191.71 ملین ہے اور اس میں ہر سال تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے لیکن بڑھتی ہوئی اس آبادی کے تناسب سے نہ تو ہم اپنے وسائل میں اضافہ کر پاتے ہیں اور نہ ہی پیداوار میں اضافہ ہو پاتا ہے۔ اس لئے پاکستان میں فی کس آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ نہیں ہو پاتا۔

6۔ غیر ملکی قرضوں کا بوجھ (Foreign Debt Burden)

پاکستان پر اندرونی و بیرونی قرضوں کا بوجھ وقت گزرنے کے ساتھ بڑھتا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارے ملکی بجٹ کا ایک بڑا حصہ مصارف قرضہ (Debt Servicing) یعنی قرضوں اور ان پر سود کی ادائیگی پر خرچ ہو جاتا ہے اور ہمیں اپنے اخراجات اور ترقیاتی اخراجات کے لئے مزید قرضے لینے پڑتے ہیں۔ قرضوں کی یہ لعنت ملکی ترقی کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ثابت ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے فی کس آمدنی پر بھی منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

7۔ تجارت خارجہ میں خسارہ (Deficit in Balance of Trade)

پاکستان کو خارجہ تجارت میں خسارہ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح ادائیگیوں کا توازن بھی ہمیشہ پاکستان کے خلاف رہا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان کی برآمدات میں زرعی خام مال اور نیم تیار شدہ مال شامل ہیں اور ان کی قیمتیں کم وصول ہوتی ہیں جبکہ درآمدات کی قیمتیں بہت زیادہ ادا کرنی پڑتی ہیں۔ اس سے پاکستان کی نسبت درآمد و برآمد پاکستان کے خلاف رہتی ہے۔ ملک میں افراطِ زر کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ لہٰذا برآمدات کی طلب بھی کم ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کی ادائیگیوں کا توازن خسارہ میں رہتا ہے اور قومی آمدنی میں اضافہ کی شرح زیادہ نہیں ہو پاتی۔

8۔ ناقص منصوبہ بندی (Defective Planning)

پاکستان میں پانچ سالہ منصوبوں میں ترجیحات کا انتخاب درست نہیں کیا گیا۔ تمام منصوبوں میں خامیاں موجود ہونے کی وجہ سے بیشتر منصوبے ناکام رہے۔ ملک میں معاشی تفاوت بڑھتا رہا اور دولت چند خاندانوں میں مرکوز ہو کر رہ گئی۔ غریب طبقات وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید غربت کا شکار ہوتے جا رہے ہیں۔

9۔ محنت کی پست استعدادِ کار (Low Efficiency of Labour)

پاکستانی محنت کاروں کی کام کرنے کی صلاحیت ترقی یافتہ ملکوں کی نسبت کم ہے۔ جس کی کئی وجوہات ہیں مثلاً پاکستان کی شدید آب و ہوا کی وجہ سے لوگ سست اور کاہل ہیں، پاکستان میں تربیت یافتہ یا ماہر کاریگروں کی کمی ہے، اُجرتوں میں کمی کی وجہ سے مزدور اپنے

اہل خانہ کی بنیادی ضرورتیں بھی پوری نہیں کر پاتے۔ جس کی وجہ سے ان کی صحت خراب رہتی ہے اور ان کی استعدادکار بھی کم ہو جاتی ہے، کام کرنے کا ماحول حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق نہیں جس سے مزدوروں کی کام کرنے کی صلاحیت بھی تندرست آدمی کی نسبت کم ہوگی، تفریحی مشاغل کے مواقع سے استعدادکار بڑھتی ہے جبکہ مزدوروں کو ایسے مواقع نہیں ملتے، احساس ذمہ داری اور فرض شناسی کا فقدان بھی اس کی ایک وجہ ہے۔

10۔ معاشی اور معاشرتی برائیاں (Economic and Social Evils)

مادیت پسندی میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔لوگ راتوں رات امیر بننے کی خاطر منفی حربے استعمال کرتے ہیں۔معاشرہ میں ذخیرہ اندوزی، سمگلنگ، چوری، ڈاکہ زنی، رشوت خوری جیسی برائیاں عام ہیں اس سے باصلاحیت لوگوں کی بھی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔

11۔ سیاسی ابتری (Political Unrest)

68 سال گزرنے کے باوجود ابھی تک ملک کو سیاسی استحکام حاصل نہیں ہوسکا حکومت بدلنے کے ساتھ سرکاری پالیسیاں بھی تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔ جس سے لوگوں اور سرمایہ کاروں میں بے اعتمادی اور بے چینی کی فضا پیدا ہوتی ہے اور سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ پاکستان میں لوٹ کھسوٹ، بدامنی، توڑ پھوڑ اور دہشت گردی بھی سرمایہ کاری پر برے اثرات مرتب کرتی ہے۔

12۔ جغرافیائی سیاسی حالات (Geopolitical Situation)

پاکستان جغرافیائی لحاظ سے بہت ہی اہم خطے میں واقع ہے۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان چپقلش روز اول سے جاری ہے۔ ہم دو بڑی جنگیں اور کئی پراکسی وارز (Proxy Wars) لڑ چکے ہیں۔ روس کے خلاف مجاہدین کی جنگ اور امریکی مفادات میں پاکستان ہی اس جنگ کا مرکز رہا۔ نائن الیون کے بعد افغانستان کے خلاف امریکی جنگ کے لئے پاکستان بیس کیمپ کی پوزیشن میں رہا۔ اب بھی ہماری بہت سی فوج بارڈرز پر موجود ہے اور جنگی صورت حال سے دوچار ہے۔ اس قسم کے حالات بھی پاکستان کی مجموعی پیداوار اور فی کس آمدنی میں کمی کا باعث بنتے ہیں۔

13۔ بدعنوانی (Corruption)

پاکستان میں ہر شخص مادی دوڑ میں حصہ لینے کا خواہشمند ہے بدعنوانی ہر سطح پر بڑھتی جارہی ہے۔ ہمارے بہت سے فیصلوں کے پیچھے ملکی مفاد کی بجائے ذاتی اور گروہی مفادات پوشیدہ ہوتے ہیں۔ دیانت دار اور محنتی افراد کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے اور وہ مایوس ہو کر ملکی ترقی میں اپنا وہ حصہ ڈالنے سے قاصر رہتے ہیں جس کے وہ اہل ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے قومی پیداوار پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

14۔ سرمایہ کی بیرون ملک منتقلی (Capital Flight)

پاکستان کا ایک بہت بڑا مسئلہ جو گذشتہ دہائیوں میں بہت زیادہ ابھر کر سامنے آیا ہے وہ سرمایہ کی بڑی مقدار میں بیرون ملک منتقلی کا ہے۔ سرمایہ دار طبقہ اپنے سرمایہ کو متحدہ عرب امارات، سوئٹزرلینڈ، امریکہ و برطانیہ اور دیگر مغربی ممالک کے بنکوں میں رکھنا زیادہ محفوظ سمجھتا ہے۔ جس سے ملک کے اندر سرمایہ کی کمی واقع ہوتی جاتی ہے اور ملکی سرمایہ کاری، پیداوار، قومی آمدنی اور فی کس آمدنی پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

15۔ اعلیٰ دماغ لوگوں کی بیرونِ ملک منتقلی (Brain Drain)

پاکستان میں بڑھتی ہوئی بدعنوانی، ملازمتوں کے اچھے مواقع کی کمی، تنخواہوں اور اُجرتوں کا کم معیار، محنتی لوگوں کی حوصلہ شکنی، جرائم کی بڑھتی ہوئی رفتار، اشیا کا ناخالص ہونا اور دیگر بہت سی وجوہات کی بنا پر نوجوانوں اور خاص طور پر ہنرمند طبقات میں بیرون ملک منتقلی کا رُجحان بہت تیزی سے بڑھا ہے۔ جس کی وجہ سے اندرون ملک ہم ان افراد کی صلاحیتوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکے اور قومی آمدنی و فی کس آمدنی میں بھی خاطر خواہ اضافہ نہیں ہوسکا۔

فی کس آمدنی میں اضافہ کے لئے تجاویز

(Measures of Increase in Per Capita Income)

پاکستان کی فی کس آمدنی میں اضافہ کے لئے درج ذیل اقدامات مفید ثابت ہوسکتے ہیں۔

1۔ زرعی ترقی (Agricultural Development)

پاکستان ایک زرعی ملک ہے اس کی قومی آمدنی کا زیادہ تر انحصار زراعت پر ہے لہٰذا زرعی ترقی کے لیے درج ذیل اقدامات اہمیت کے حامل ہیں۔ پاکستان میں جدید کاشت کاری کو فروغ دیا جائے۔ حکومت کسانوں کو آسان قسطوں پر مالی قرضے مہیا کرے۔ زراعت میں ترقی کے لئے ریسرچ سنٹر قائم کیے جائیں تاکہ نئے بیج اور دوسرے مداخل میں ترقی ہوسکے۔ آب پاشی کے لئے ڈیم بنائے جائیں، ٹیوب ویل لگائے جائیں۔ سیم وتھور کی شکار اراضی کو بحال کرنے کے ساتھ ساتھ دوسری بنجر زمینوں کو بھی آباد کیا جائے۔ جنگلات میں اضافہ کیا جائے۔ انتشار اراضی اور غیر معاشی قطعات کی تقسیم کی روک تھام کے لئے قوانین بنا کر ان پر سختی سے عمل کیا جائے۔ زرعی اصلاحات کے ذریعے جاگیرداری نظام کی حوصلہ شکنی کی جائے اور کاشتکاروں کو زرعی اراضی کے مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔

2۔ صنعتی ترقی (Industrial Development)

زرعی ترقی کے ساتھ ساتھ صنعتی ترقی بھی لازمی ہے کیونکہ یہ دونوں شعبے ایک دوسرے کے لئے مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ صنعتی ترقی کے لئے جدید ٹیکنالوجی اور سائنس سے استفادہ کیا جائے۔ مزدوروں اور دوسرے محنت کاروں کی استعداد پیداوار میں اضافہ کے لئے تربیتی مراکز قائم کئے جائیں۔ انہیں تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا جائے۔ ملک میں گھریلو دستکاریوں اور چھوٹی صنعتوں کو فروغ دیا جائے۔ برآمدی مصنوعات اور درآمدی متبادل پیدا کئے جائیں۔ دُور دراز علاقوں سے خام مال منگوانے اور مصنوعات پہنچانے کے لئے ذرائع نقل وحمل اور مواصلات کو ترقی دی جائے۔ جن صنعتوں میں نجی سرمایہ کار جھجک محسوس کریں ان میں حکومت خود سرمایہ کاری کرے مثلاً بھاری مشینری وغیرہ۔ صنعتی ترقی کے لئے حکومت طویل مدت قرضے مہیا کرے۔

3۔ ذرائع توانائی کی ترقی (Development of Energy Resources)

توانائی کے مختلف ذرائع مثلاً بجلی، گیس، تیل، کوئلہ، شمسی توانائی حاصل کرنے کے غیر روایتی ذرائع (Informal Resources) کو استعمال میں لاکر ملک میں ایندھن کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اقدامات کیے جائیں۔ اسی طرح عوام الناس کو ایندھن کے ضیاع سے روکنے اور اس کی بچت کی طرف راغب کیا جائے۔

4۔ ترقی کا جذبہ (Spirt of Progress)

کسی بھی ملک کی ترقی کے لئے اس کے باشندوں میں ترقی کرنے کا جذبہ اور ارادہ بہت ضروری ہے۔لوگ انفرادی مفادات پر اجتماعی مفادات کو ترجیح دیں۔اپنا کام نہایت ذمہ داری اور فرض شناسی سے سرانجام دیں۔لوگ دیانت اور امانت کو اپنا شعار بنائیں۔جب کسی قوم میں احساس ذمہ داری پیدا ہو جائے اور یہ شعور بیدار ہو جائے کہ ملک کا مفاد ان کا اپنا مفاد ہے تو اس راستے میں حائل تمام رکاوٹیں ختم ہو جاتی ہیں۔

5۔ موافق توازن تجارت (Favourable Balance of Trade)

پاکستان کی غیر موافق بین الاقوامی تجارت بھی اس کی قومی آمدنی میں کمی کا بڑا سبب ہے۔بین الاقوامی تجارت میں ایسی تبدیلیاں لائی جائیں جس سے ملک کو ترقی کرنے میں مدد ملے اس کے لئے خام مال کی بجائے مصنوعات برآمد کی جائیں۔برآمدی اشیا کی تعداد بڑھائی جائے اس کے علاوہ برآمدی اشیا کا معیار بڑھانے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔مزید ملکوں کے ساتھ تجارتی معاہدے کرکے اپنی تجارت کو فروغ دیا جائے۔نئی نئی منڈیاں تلاش کی جائیں۔صرف نہایت ضروری اشیا درآمد کی جائیں۔درآمدی اشیا کے نعم البدل ملک میں ہی تیار کئے جائیں۔ہمارے ملک میں سیر وسیاحت کے مقامات کو مزید دلفریب اور پُرکشش بنایا جائے تاکہ دوسرے ملکوں سے سیاحوں میں اضافہ ہو سکے۔بحری، بری اور فضائی ذرائع نقل وحمل کو جدید تقاضوں کے مطابق تبدیل کیا جائے تاکہ یہ ذرائع بھی آمدنی کا ذریعہ بن سکیں۔دوسرے ممالک میں ملازمت کے مواقع تلاش کرکے افرادی قوت برآمد کرکے زرمبادلہ کمایا جائے۔

6۔ سیاسی استحکام (Political Stability)

معاشی ترقی اور قومی آمدنی میں اضافہ کے لئے سیاسی استحکام نہایت ضروری ہے تاکہ لوگوں میں بے اعتمادی کی فضا پیدا نہ ہو۔خارجہ پالیسی کے ذریعے دوسرے پڑوسی ملکوں سے دوستانہ تعلقات پیدا کئے جائیں تاکہ ان سے سیاسی تنازعات پُرامن طریقے سے حل کرکے دفاع پر اخراجات کم کئے جاسکیں۔

7۔ تشکیلِ سرمایہ میں اضافہ (Increase in Capital Formation)

کسی بھی ملک کی ترقی کے لئے سرمایہ کا ہونا ضروری ہے لہٰذا سرمایہ اندوزی کو بڑھانے کے لئے بینکاری نظام کو جدید تقاضوں کے مطابق ڈھالا جائے۔بچتوں کو بڑھانے کے لئے زیادہ سے زیادہ ترغیبات دی جائیں اور ان بچتوں کو اس طرح استعمال کیا جائے تاکہ اس سے قومی آمدنی بڑھے۔بینکوں کے علاوہ دوسرے مالی ادارے بھی قائم کئے جائیں تاکہ لوگوں کی چھوٹی چھوٹی بچتوں کو اکٹھا کیا جاسکے۔

8۔ مؤثر معاشی منصوبہ بندی (Effective Economic Planning)

معاشی ترقی کے لئے جدید زمانہ میں معاشی منصوبہ بندی کرنا بہت ضروری ہو گیا ہے۔منصوبہ بندی کے ذریعے موجودہ ذرائع کو بہتر طور پر استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔اس مقصد کے لئے منصوبہ بندی کی جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ روزگار کے مواقع پیدا ہوں۔توانائی کے وسائل کو ترقی دی جائے۔عام تعلیم اور فنی تعلیم کو فروغ دیا جائے۔نئے وسائل اور ذرائع کی دریافت سے معاشی ترقی کی رفتار کو تیز تر کیا جائے۔بنیادی تحتی ڈھانچہ (Basic Infrastructure) اور اشیائے سرمایہ میں اضافہ کیا جائے۔سائنس اور ٹیکنالوجی سے استفادہ کیا جائے۔

9۔ دولت کی مساویانہ تقسیم (Equitable Distribution of Wealth)

ملک میں دولت کی مساویانہ تقسیم سے ہنرمند افراد بھی اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر قومی آمدنی میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ حکومت ایسے لوگوں کے لئے قرضوں کا انتظام کرے۔ محصولات کا نظام اس طرح بنایا جائے کہ دولت کا رخ امیروں سے غریبوں کی طرف مڑ سکے۔

10۔ شرح خواندگی میں اضافہ (Increase in Literacy Rate)

کسی بھی ملک کی پیداوار میں اضافہ اور فی کس آمدنی میں اضافہ کی راہ میں ناخواندگی و جہالت ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ علم انسان کی خوابیدہ صلاحیتوں کو جگاتا ہے اور ان میں کام کرنے کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ گویا علم اور ہنر سے کسی بھی ملک کو ترقی کی راہوں پر لایا جاسکتا ہے۔

11۔ آبادی کی منصوبہ بندی (Population Planning)

ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی کو روکنے کے لئے منصوبہ بندی سے کام لیا جائے۔ لوگوں میں تعلیم عام کی جائے تاکہ وہ بڑھتی ہوئی آبادی کے نقصانات سے روشناس ہوسکیں۔ اس کے علاوہ فاضل محنت کو اس طرح استعمال میں لایا جائے کہ وہ ملکی معیشت پر بوجھ بننے کی بجائے اس کے لئے باعث رحمت ثابت ہو۔

12۔ قرضوں سے نجات (Debt Retirement)

اندرونی و بیرونی قرضے پاکستان کے عوام اور حکومت پر بہت بڑا بوجھ ہیں ان قرضوں سے جلد از جلد نجات کے نتیجے میں بہت سے وسائل قومی ترقی اور پیداوار میں اضافہ کے لئے استعمال ہوسکیں گے اور فی کس قومی آمدنی میں اضافے کا ذریعہ ثابت ہونگے۔

13۔ ہنرمند افراد کی حوصلہ افزائی (Encouragement of the Skilled Labour)

اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ہنرمند افراد کسی بھی قوم کا قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں۔ ملک و قوم کو جن افراد کی ضرورت ہو اور وہ مایوس ہو کر ملک چھوڑ جائیں یہ اس ملک و قوم کی بدقسمتی ہے۔ ایسے افراد کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھایا جائے انہیں سہولتیں بہم پہنچائی جائیں تو وہ ملک و قوم کی ترقی، پیداوار، قومی و فی کس آمدنی میں اضافہ کے سلسلہ میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

7.4 ٹیکس کلچر (Tax Culture)

کسی بھی حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ ملک کی تعمیر و ترقی کے لیے اقدامات کرے۔ ملک کی سرحدوں کی حفاظت، اندرون ملک امن و امان کا قیام، عدلیہ، انتظامیہ اور مقننہ (قانون ساز ادارے) کا قیام، عوامی فلاح و بہبود کے لئے اقدامات، بے روزگاری کا خاتمہ، افراطِ زر اور تفریطِ زر کی صورت حال کو کنٹرول کرنا۔ ملک کے مختلف حصوں کو یکساں ترقی دینے کے لئے اقدامات کرنا اور شہری و دیہی آبادی کو بنیادی سہولتیں فراہم کرنا حکومت کی بنیادی ذمہ داریاں ہیں۔

حکومت کے لئے ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآں ہونا اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک اسے عوام کا بھرپور تعاون حاصل نہ ہو۔ عوام کے تعاون کی ایک شکل حکومت کی طرف سے عوام پر عائد شدہ محصولات (ٹیکسوں) کی ادائیگی ہے۔ کوئی بھی حکومت اس وقت تک مذکورہ بالا مقاصد حاصل نہیں کر سکتی جب تک اس کے پاس آمدنی اور مالیات نہ ہوں۔ دور جدید میں حکومتی آمدنی کا سب سے اہم اور بڑا ذریعہ وہ محصول (ٹیکس) ہیں جو حکومتیں عوام پر عائد کرتی ہیں۔

پروفیسر ڈی وی ٹی (De Viti) کے بقول ٹیکس (Tax) حکومت کی ان خدمات کا معاوضہ ہے جو وہ لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے سرانجام دیتی ہے مثلاً بیرونی حملوں سے بچاؤ کے لئے فوج رکھنا، اندرون ملک امن وامان قائم رکھنا، پولیس اور عدالتوں کا وسیع انتظام کرنا وغیرہ۔

حکومتوں کو ادا کئے جانے والے ٹیکسوں کی کئی اقسام ہیں۔ ان ٹیکسوں کو ہم دو بڑی اقسام میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(الف) براہ راست محصول (Direct Taxes)

(ب) بالواسطہ محصول (Indirect Taxes)

براہ راست ٹیکسوں میں آمدنی ٹیکس (Income Tax)، دولت ٹیکس (Wealth Tax)، جائیداد ٹیکس (Property Tax) وغیرہ شامل ہیں جبکہ بالواسطہ ٹیکسوں میں بکری ٹیکس (Sales Tax)، ایکسائز ڈیوٹی (Excise Duty) وغیرہ شامل ہیں۔

براہ راست ٹیکس کی ادائیگی کرنے والا شخص ٹیکس کی رقم براہ راست حکومتی خزانہ میں جمع کرواتا ہے جبکہ بالواسطہ ٹیکس کسی کاروباری ادارہ وغیرہ کو ادا کیا جاتا ہے اور وہ ادارہ حکومتی خزانہ میں جمع کرواتا ہے مثلاً مختلف اشیا پر سیلز ٹیکس وغیرہ۔

اچھے نظام محصول کے لئے ضروری ہے کہ اس کی بنیاد ماہرین معاشیات کی طرف سے دیئے گئے اصولوں پر رکھی گئی ہو جو نظام سادہ ترین اور عام فہم ہوگا وہی کامیاب ہوگا۔ پیچیدہ اور نہ سمجھ میں آنے والے نظام محصولات کا نفاذ لوگوں میں اس نظام سے نفرت کی صورت میں نکلتا ہے۔ اسی طرح اس نظام ٹیکس کا نتیجہ اگر معاشرہ میں دولت کی منصفانہ تقسیم کی صورت میں نکلے، زیادہ سے زیادہ رقوم کم سے کم شرح ٹیکس کی صورت میں جمع ہوں، ٹیکس دہندگان پر ٹیکس ان کی ادائیگی کی صلاحیت (Ability to pay) کے مطابق لگایا جائے، ٹیکس جمع کرنے پر کم سے کم اخراجات اٹھانے پڑیں۔ ٹیکسوں کی وصولی کا نظام ٹیکس دہندگان کے لئے آسان ہو، اسی طرح اس نظام ٹیکس میں لچک ہو، ادائیگی کے وقت اور رقم کی ادائیگی کے بارے میں ٹیکس دہندگان کو پوری معلومات ہوں۔ ٹیکس دہندگان پر اعتماد کیا جائے۔ ٹیکسوں کے ذریعے حاصل ہونے والی آمدنی زیادہ سے زیادہ عوامی فلاح و بہبود پر خرچ ہو اور حکمرانوں کی عیاشیوں اور بے جا اخراجات پر ضائع نہ ہوتی ہو تو ملک میں ایک اچھا ٹیکس کلچر وجود میں آسکتا ہے۔ عوام ٹیکس کو اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے ادا کرتے ہیں۔ ٹیکس چوری کا کلچر فروغ نہیں پاتا۔ بصورت دیگر لوگ ٹیکسوں کی ادائیگی سے بچنے کے لئے طرح طرح کے بہانے تراشتے ہیں، رشوت کا بازار گرم ہوتا ہے، ٹیکس چھپانے اور جھوٹ بولنے کا کلچر عام ہو جاتا ہے۔ یوں کل وصولی میں ہونے والی کمی کو پورا کرنے کے لئے ٹیکس کی شرح میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں لوگ ٹیکس چوری کے لئے نئے راستے تلاش کرتے ہیں۔ اس لئے ماہرین معاشیات یہ تجویز کرتے ہیں کہ ملک میں ٹیکس کلچر کو فروغ دینے کے لئے ٹیکس کے نظام کو سادہ، عام فہم اور عوام دوست بنایا جائے تاکہ ملک معاشی طور پر خود کفالت اور ترقی کی منازل طے کر سکے۔

پاکستان میں ٹیکس کلچر (Tax Culture in Pakistan)

پاکستان کی آبادی 191.71 ملین ہے۔ لیکن اتنی بڑی آبادی والے ملک میں ٹیکس گزاروں کی تعداد بہت کم ہے۔ اس میں بھی اکثریت تنخواہ دار طبقے کی ہے۔ حالانکہ گذشتہ 67 سالوں میں مالدار طبقہ کی دولت میں بے انتہا اضافہ ہوا ہے۔ گذشتہ چند سالوں میں پراپرٹی کے کاروبار میں لوگوں نے اربوں روپے کمائے ہیں۔ لیکن ملک کی ترقی وخوشحالی کے لیے جس انداز میں ٹیکس کلچر کو فروغ پانا چاہیے تھا اور ملکی آمدنی میں اضافہ ہونا چاہیے تھا ایسا نہیں ہو سکا۔ آج بھی پاکستان میں خام ملکی پیداوار (GDP) کے تناسب سے ٹیکس کی شرح (Tax to GDP ratio) 9.2 فیصد بنتی ہے جو دنیا کے دیگر ممالک کے مقابلے میں بہت کم ہے۔

بجٹ 12-2011 میں اعلان کیا گیا کہ پاکستان میں مزید 23 لاکھ ایسے افراد کی نشاندہی ہو چکی ہے جو ٹیکس ادا کرنے کے قابل ہیں تاہم اس سال ان میں سے 7 لاکھ لوگوں کو ٹیکس نیٹ میں لایا جائے گا اور ان میں سے ابھی 71 ہزار لوگوں کو نوٹس جاری کیے جا چکے ہیں۔

پاکستان میں مختلف سالوں میں ٹیکس وصولی

سال	کل وصولی (ارب روپے)	براہ راست ٹیکس (ارب روپے)	بالواسطہ ٹیکس (ارب روپے)
2004-05	588.3	176.9	411.4
2005-06	713.5	225.0	488.5
2006-07	847.2	333.7	513.5
2007-08	1008.1	387.9	620.2
2008-09	1161.1	443.5	717.6
2009-10	1327.1	526.0	801.4
2010-11	1558.2	602.5	955.7
2011-12	1882.7	738.4	1144.3
2012-13	1946.4	743.4	1203.0

ٹیکس وصولی کی شرح حیرت انگیز کم ہے۔ اس کی بنیادی وجہ پاکستان میں ٹیکس کلچر کا صحیح انداز میں پروان نہ چڑھنا ہے۔ حکومت پاکستان کے جاری کردہ اکنامک سروے میں اس کی درج ذیل وجوہات بیان کی گئی ہیں۔

1۔ پیچیدہ نظام ٹیکس (Complex)
2۔ غیر لچک دار (Inelastic)
3۔ غیر مستعد (Inefficient)
4۔ غیر منصفانہ (Inequitable)
5۔ ناجائز (Unfair)

ٹیکس کلچر کو فروغ دینے کے لئے حکومتی اقدامات

پاکستان میں ٹیکس کلچر کو فروغ دینے کے لیے حکومت پاکستان نے سال 2002 میں درج ذیل اقدامات کیے ہیں۔

1۔ کالا دھن سفید کرنے کی تمام سکیموں کا خاتمہ کر دیا گیا۔
2۔ ٹیکس سروے کروایا گیا اور ڈاکومینٹیشن کی گئی۔ اس کے نتیجے میں 2,34,189 نئے انکم ٹیکس دہندگان کا اضافہ ہوا اور 34000 نئے سیلز ٹیکس دہندگان بڑھے۔
3۔ دولت ٹیکس (Wealth Tax) کو ختم کر دیا گیا۔
4۔ مرکزی و صوبائی سطح پر ٹیکسوں کی تعداد کم کی گئی۔
5۔ ٹیکس انتظامیہ میں بنیادی سطح پر تبدیلیوں کا آغاز کیا گیا۔

6۔ زرعی ٹیکس کے نفاذ کا آغاز کیا گیا۔

7۔ جنرل سیلز ٹیکس (GST) کا دائرہ کار وسیع کیا گیا۔

8۔ سیلز ٹیکس واپسی (Refund) کے نظام کو سہل بنانے کے لئے الیکٹرانک طریق کار کا آغاز کیا گیا۔

9۔ ٹیکس کلچر کو فروغ دینے کے لئے لوگوں کو ٹیکس کے تعین میں خودکار نظام ٹیکس (Self Assessment Scheme) کا آغاز کیا گیا اور ٹیکس دہندگان پر اعتماد کو فروغ دینے کے لئے اقدامات کئے گئے۔

10۔ کراچی میں بڑے پیمانے کا ٹیکس ادائیگی کا یونٹ (Large Tax payer Unit) اور لاہور اور پشاور میں درمیانے درجے کا یونٹ (Medium Tax Payer Unit) قائم کیا گیا۔

حکومت پاکستان نے وقتاً فوقتاً ایسے اقدامات کا اعلان کیا ہے کہ جس کے نتیجے میں لوگوں میں ٹیکس ادائیگی کا شعور اور کلچر فروغ پا رہا ہے لیکن اس نظام پر لوگوں کے اعتماد کو فروغ دینے کے لئے ابھی بھی بہت سے اقدامات کرنا ضروری ہیں تاکہ لوگوں کا نظام ٹیکس پر اعتماد بحال ہو اور وہ اسے اپنی قومی ذمہ داری سمجھتے ہوئے ٹیکس کلچر کا حصہ بنیں۔

مشقی سوالات

سوال 1: نیچے دیئے گئے ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات میں سے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

-1 پاکستان کی فی کس آمدنی ہے۔

(الف) 1254 ڈالر (ب) 1095 ڈالر

(ج) 972 ڈالر (د) 1,512 ڈالر

-2 فی کس آمدنی ہوتی ہے۔

(الف) فی مزدور آمدنی (ب) فی خاندان آمدنی

(ج) فی فرد آمدنی (د) فی فرم آمدنی

-3 فی کس آمدنی کے لحاظ سے پاکستان کا شمار ہوتا ہے۔

(الف) زیادہ فی کس آمدنی والے ملکوں میں (ب) درمیانی آمدنی والے ملکوں میں

(ج) کم آمدنی والے ملکوں میں (د) ان میں سے کوئی نہیں

-4 قومی آمدنی مشتمل ہوتی ہے۔

(الف) ملک کی تمام زرعی پیداوار پر (ب) تمام صنعتی پیداوار پر

(ج) تمام مزدوروں کی آمدنیوں کے مجموعہ پر

(د) ایک سال کے دوران ملک میں پیدا ہونے والی تمام اشیا و خدمات کی مجموعی مالیت پر۔

5- فی کس آمدنی مساوی ہے۔

(الف) کل قومی آمدنی / کل صرفی اخراجات (ب) کل قومی آمدنی / کل آبادی

(ج) کل قومی آمدنی / کل جمعیت محنت (د) کل قومی آمدنی / ملک میں کل نوجوان

6- پاکستان کی قومی آمدنی کی پیمائش میں رکاوٹ نہیں ہے۔

(الف) غیر ذمہ دار عملہ (ب) عوام کا عدم تعاون

(ج) ناخواندگی (د) صحیح اعداد و شمار

سوال 2: درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہیں پُر کریں۔

1- پاکستان کی معیشت میں سب سے بڑا شعبہ __________ ہے۔

2- فی کس آمدنی = کل قومی آمدنی تقسیم __________۔

3- پاکستان کی خام قومی پیداوار میں __________ کا حصہ مسلسل بڑھ رہا ہے۔

4- ٹیکس کلچر کو فروغ دینے کے لئے حکومت پاکستان نے سال 2002 میں ایک __________ کروایا اور ڈاکومینٹیشن کی۔

5- پاکستان میں __________ ٹیکس کا دائرہ وسیع کیا جا رہا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ قومی خزانے کے لئے قربانی دے سکیں۔

سوال 3: کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے دُرست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
خام قومی پیداوار میں حصہ کم ہو رہا ہے۔	بلامعاوضہ خدمات	
پاکستان کی فی کس آمدنی 15-2014 میں	کم شرح فی کس آمدنی	
کسی ملک میں ایک شخص کے حصہ میں آنے والی اوسط آمدنی	غیر ذمہ دار عملہ	
قومی آمدنی کی پیمائش میں مشکلات	سرمایہ کاری	
قومی آمدنی میں شامل نہیں ہوتی	زراعت	
ٹیکس	1,512 امریکی ڈالر	
	بالواسطہ/ بلاواسطہ	
	فی کس آمدنی	

سوال 4: درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجئے۔

1- پاکستان میں معیارِ زندگی پست ہونے کی پانچ وجوہات لکھیے۔

2- صنعتی ترقی کے فروغ کے لئے چار تجاویز دیجیے۔

3- ملک میں زرعی پیداوار میں اضافہ کے لئے چار تجاویز تحریر کیجئے۔

4- پاکستان میں توازن تجارت کو موافق بنانے کے لئے چار تجاویز دیجئے۔

5- پاکستان کی قومی آمدنی میں مختلف شعبوں کا حصہ بیان کیجئے۔

سوال 5: درج ذیل سوالات کے جوابات تفصیل سے تحریر کریں۔

1۔ پاکستان میں قومی آمدنی کی پیمائش کے سلسلہ میں درپیش مشکلات بیان کریں۔

2۔ فی کس آمدنی سے کیا مراد ہے؟ پاکستان میں فی کس آمدنی کم ہونے کی وجوہات تحریر کیجئے۔

3۔ پاکستان میں فی کس آمدنی بڑھانے کے لئے تجاویز پیش کریں۔

4۔ پاکستان میں لوگوں کا معیارِ زندگی پست ہونے کی کیا وجوہات ہیں؟ معیارِ زندگی بلند کرنے کے لئے تجاویز پیش کریں۔

5۔ ٹیکس کلچر سے کیا مراد ہے؟ پاکستان میں ٹیکس کلچر کو کیسے فروغ دیا جاسکتا ہے؟